مباہلے کے نشانات کا آغاز اور دعا کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/اگست ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ کچھ عرصے سے مباہلے کے مضمون کی گرم بازاری ہے۔ ہر طرف اس کا چرچا اور اسی کی باتیں ہو رہی ہیں اور دنیا بھر کے مختلف معاند علماء کی طرف سے اس سلسلے میں کئی قسم کے تبصرے شائع ہو چکے ہیں، کئی قسم کی تعلی کی باتیں وہ کہہ رہے ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں یہ اعلان بھی کر رہے ہیں کہ انہوں نے مباہلے کا چیلنج قبول کر لیا ہے لیکن جب آپ اُن کے بیانات کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر چہ عنوان یہ لگایا گیا ہے کہ مباہلہ منظور لیکن بیان میں فرار کے رستے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایسی عبارتیں داخل کر دی جاتی ہیں جن کی راہ سے وہ بعد میں یہ کہہ سکیں کہ ہم نے مباہلہ منظور تو کیا تھا مگر اس شرط کے ساتھ کیا تھا اور چونکہ یہ شرط موجود نہیں اس لیے مباہلہ بھی وہ مباہلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اگر تو مباہلہ سے فرار خوف خدا کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ خوف خدا ایک ایسی چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم کی نظر ڈالتا ہے۔ جب حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے نجران کے وفد کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو انہوں نے بھی فرار کی راہ اختیار کی لیکن اُن میں تقویٰ کا معیار آج کل کے بعض علماء کے مقابلے پر بہت اونچا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا، کوئی بہانہ نہیں تراشا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم آپ سے مباہلہ کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کے خوف سے مرعوب ہو گئے تھے اور اُن کو یہ ڈر تھا کہ ہمارا مقابل سچا ہے اور اس کی لعنت کی دعا ہم پر لازماً پڑ جائے گی۔ اس

لیے انہوں نے معذرت کی اور اُس کے جواب میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے بھی یہ فرمایا کہ اگر وہ مباہلہ قبول کر لیتے تو وہ سارا علاقہ جس میں وہ بستے تھے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ فرشتے نے آ کر مجھے بتایا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو اُن کا نام ونشان تک تاریخ میں باقی نہ رہتا۔(السیرۃ الحلبیہ جلد۳ صفحہ:۲۹۹)

پس معلوم ہوا کہ محض جھوٹا ہونا کافی نہیں۔اگر جھوٹے آدمی کے دل میں بھی خدا کا خوف ہو اور خدا کے خوف کی وجہ سے وہ ڈر کر بھاگنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کی تقدیر اُس کا پیچھا نہیں کرتی اور اُس کے معاملے کو دوسری دنیا پر چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ جن معاندین اور مخالفین سے ہمیں واسطہ ہے وہ ایک طرف تعلی کی رو سے دنیا پر یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے مباہلہ کی دعوت منظور کر لی ہے بلکہ بڑے بڑے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے منظور کر لی ہے۔اب مخالف فریق بھاگے گا تو ہم اُس کا تعاقب کریں گے، ہم دنیا کو بتائیں گے کہ دیکھو وہ فرار ہو گیا اور ہر عالم کی بات کی تان گویا اس بات پر ٹوٹ رہی ہے کہ انہوں نے تو مباہلہ منظور کر لیا لیکن مرزا طاہر احمد اور جماعت احمدیہ اس مباہلے کے چیلنج سے اب بھاگ جائے گی حالانکہ ہم نے تو چیلنج دے دیا۔ہم تو بار بار خدا کی عدالت میں اس معاملے کو لے جا کر قرآن کے الفاظ میں لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران:٦٢) کا اعلان کر چکے ہیں۔زبانی بھی اور تحریراً بھی اور کثرت سے اس مضمون کو شائع کیا جا چکا ہے۔اس کے بعد اُن کا یہ کہنا کہ وہ بھاگ گیا کیسی لغو اور بے معنی بات ہے۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُن کو مباہلے کے مضمون سے ہی کوئی واقفیت نہیں ہے۔

چنانچہ مختلف قسم کے جو تبصرے شائع ہوتے رہے ہیں۔اُن میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ تم فلاں میدان میں پہنچو، کوئی کہتا ہے فلاں میدان میں پہنچو، کوئی کہتا ہے مسجد نبوی میں داخل ہو کے مباہلہ کرو اور مسجد نبوی کے متعلق پھر خود ہی فتویٰ دیتا ہے کہ بعض کے نزدیک کافر کو وہاں آنے کی اجازت نہیں ہے لیکن بعض فقہاء نے بعض مجبوریوں کی خاطر کافروں کو اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔اس لیے ان فقہاء کی پیروی میں اُن مجبوریوں کے تابع گویا مرزا طاہر احمد اور اُس کی جماعت کو بھی داخل ہونے کی اجازت ہو جائے گی۔ایسی ایسی لغو باتیں بار بار یہ سمجھانے کے باوجود کہ مباہلے میں کسی میدان کا کوئی ذکر نہیں، کسی مقام کا کوئی ذکر نہیں ہے، صرف قرآن کریم یہ بیان

فرماتا ہے کہ ہم پھر ابتہال کریں اور ابتہال کے بعد اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹے پر ڈالیں ۔ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ۔اب جھوٹے پر خدا کی لعنت ڈالنے میں کون سے مقام کی ضرورت ہے،کون سے ملک یا کسی خاص صوبے، علاقے یا شہر کی ضرورت ہے۔سارے قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پہلے بھی آنحضرت ﷺ جن کو مباہلے کا چیلنج دے رہے تھے اُن کے بیوی بچے ،مرد،عورتیں بڑے چھوٹے سارے اُس جگہ سے بہت دور تھے اور ہرگز یہ مقصود نہیں تھا کہ پہلے اُن کو سب کو یہاں لے کے آؤ پھر مباہلہ قبول ہوگا۔اس لیے یہ جانتے بوجھتے یا تو لاعلم بنتے ہیں اور یا پھر ان کو مباہلے کے مضمون سے ہی واقفیت کوئی نہیں ہے۔

دوسرا نمایاں پہلو یہ ظاہر ہوا ہے کہ ان کو لفظ ابتہال کا معنی بھی نہیں پتا۔ابتہال کا مطلب ہے خدا کے حضور گریہ وزاری کرنا، اپنا سب کچھ خدا کے قدموں میں ڈال دینا اور اُس سے یہ عرض کرنا کہ اب سب کچھ تیرے قبضہ قدرت میں دیتے ہیں، وہ پہلے بھی تیرے قبضہ قدرت ہی میں ہے لیکن طوعاً اپنی مرضی سے یہ منت کر کے تیرے قدموں میں ڈالتے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں کلیۃً ہلاک کردے۔ یہ ہے ابتہال کا معنی اور انہوں نے ابتہال کا معنی گالیاں دینا سمجھ لیا ہے۔گالیوں کا مقابلہ تو ہے ہی نہیں ۔گالیوں کا مقابلہ تو ہم پہلے بھی نہیں کر سکے ان سے کبھی ۔یکطرفہ گالیاں دیتے چلے گئے ہیں لیکن ہم اُس کے مقابل پر خاموشی اختیار کرتے رہے ہیں۔ابھی بھی انگلستان میں جو چند علماء ہیں انہوں نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے نہایت ہی گندے،لغو اعتراضات پر مشتمل یہ ہمارا مباہلے کا چیلنج قبول کرنا ہے اور اُن سارے لغو اور بے ہودہ اعتراضات کو دہرایا ہے جس سے پہلے وہ جماعت کو متہم کرتے رہے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے ان بیچارے علماء کو مباہلے کے معنے ہی نہیں آتے۔ پھر یہ ابتہال کا معنی شاید اشتعال سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں جگہ جگہ علماء نے یہ اعلان کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں اشتعال دلایا ہے ،ابتہال کی طرف بلا کر اور حکومت کو کہہ کر معصوم احمدیوں کو جگہ جگہ اذیتیں بھی دی گئیں،قید میں ڈالے گئے ۔اب تک کی جو اطلاع ملی ہے بہت سے تو ایسے احمدی ہیں جو کہ ابھی گرفتار نہیں ہو سکے لیکن جو گرفتار ہو چکے ہیں اُن کی تعداد ۴۵ ہے اور اُن پر کئی قسم کے مقدمے کھڑے کیے گئے ہیں ۔ جو مباہلہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جایا جاتا ہے،جس کا معاملہ دنیا کی عدالت سے ہے ہی نہیں اُس کے فیصلے یہ دنیا میں چاہتے ہیں اور عجیب انصاف ہے کہ مباہلے کا چیلنج

دینا تو حرام اور قبول کرنا حرام نہیں۔ چیلنج دینے کے نتیجے میں کسی اور کا چیلنج کسی اور تک پہنچانے کے نتیجے میں قید کیا جا سکتا ہے انسان اور اُس پر کئی قسم کے مقدمات قائم کیے جا سکتے ہیں؟ لیکن جو اُسے قبول کر لے دنیا میں اور خود اُسے مشتعل کرے دنیا میں اُس کے اوپر کوئی سزا نہیں۔ وہاں نہ کوئی انصاف کا تصور ہے، نہ ابتہال کا کوئی تصور ہے۔ قرآنی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے یہ ملک اور اس ملک کے علماء بالکل بے بہرہ ہو چکے ہیں اور اب مباہلہ قبول کرنے کے متعلق سنئے۔

بعض اہل سنت علماء کا یہ مؤقف ہے کہ غیر مسلم سے مباہلہ نہیں ہو سکتا یعنی ان معنوں میں کہ وہ کہتے ہیں کہ غیر مسلم کو حق نہیں ہے کہ مباہلے کا چیلنج دے۔ اس لیے چونکہ ہم اُن کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اس لیے ہم اُن کا مباہلے کا چیلنج قبول نہیں کر سکتے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ مباہلے کا چیلنج ہم اس لیے قبول نہیں کر سکتے کہ قرآن کریم سے نص صریح سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو چونکہ ختم نبوت کا ہمارا عقیدہ قرآن کی نص صریح سے ثابت شدہ ہے۔ اس لیے اس پر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ اب جہالت کی حد ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی صداقت سے بڑھ کر خاتمیت ثابت ہے۔ قرآن کریم نے تو مباہلے کا چیلنج ہی اس بات پر دیا تھا کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ سچے ہیں یا مخالف سچا ہے اور وہ ان کے نزدیک نص صریح سے ثابت نہیں تھا۔ **نعوذ باللہ من ذالک**۔ اس لیے آنحضرت ﷺ کو اجازت تھی کہ وہ چیلنج دے دیں۔ کیونکہ آپ کی صداقت خدانخواستہ **نعوذ باللہ من ذالک** چونکہ مبہم تھی اس لیے مباہلے کے لئے گویا اُس کی وضاحت چاہی گئی تھی۔ کچھ ان کو نہ اسلامی تاریخ کا پتا ہے، نہ سنت کا، نہ قرآن کے مفہوم کا اور مباہلے کے مضمون کے اوپر زبانیں کھول رہے ہیں اور ہر جوابی کارروائی میں بیہودہ زبان استعمال کر رہے ہیں۔ راہ فرار خود اختیار کرتے ہیں اور الزام ہم پر ڈالتے ہیں۔

پھر بعض علماء نے اس بات کا اظہار کیا ہے انگلستان میں ہی مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مباہلے کا چیلنج منظور ہے۔ آپ بھی اپنے بیوی بچوں کو لے کے آجائیں ہم بھی آجاتے ہیں اور پھر ہم دریائے ٹیمز میں چھلانگ لگائیں گے اور جو پار اُتر جائے گا وہ سچا اور جو ڈوب جائے گا وہ جھوٹا۔ یعنی مباہلے کا چیلنج ان کے نزدیک یہ حیثیت رکھتا ہے۔ اگر یہ واقعی سچے ہیں مباہلہ اسی کو کہتے ہیں تو آج کل یہاں ایک بمبئی سے ہندو بچی آئی ہوئی ہے چودہ سال کی۔ جو برٹش چینل کو تیر کے پار کر چکی ہے پہلے بھی

اور اب پھر پار کرنے کے لیے آئی ہے۔ تو اُس ہندو بچی کو مباہلے کا چیلنج کیوں نہیں دے دیتے۔ وہ بھی چھلانگ لگاتی ہے آپ بھی چھلانگ لگا دیں اور جو چینل کے پار اُتر جائے گا وہ سچا ثابت ہو جائے گا۔ ایسے لغو، بے معنی قصّے بنائے ہوئے ہیں مباہلے کے صاف پتا چلتا ہے کہ تمسخر کی عادت ہے اور کوئی سنجیدگی نہیں ہے ان میں دین کے معاملے میں۔ نہ علم ہے دین کیا ہے، نہ اس معاملے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ خدا کی عدالت میں تمسخر سے، گالیاں دے کر یا شور مچا کر سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا مقدمہ جیت جائیں گے لیکن فی الحقیقت خدا کی عدالت میں مقدمہ لے جانا ہی نہیں چاہتے۔ پتا ہے کہ ہم اس عدالت سے کامیاب لوٹ نہیں سکتے۔ اس لیے کوئی ان میں سے یہ نہیں کہتا کہ ہمارا مقدمہ خدا کی عدالت میں ہے اور خدا فیصلہ فرمائے گا۔

ہر بیان کو آپ پڑھ کر دیکھیں تو آخر پر دنیا کے فیصلے کی طرف لوٹتے ہیں یا دنیاوی مقابلوں کے ذریعے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صاحب نے پاکستان سے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہ پیغام بھیجا ہے کہ دنیا کی کسی چوٹی کی عمارت سے یا پہاڑی سے کسی بلندی سے آپ بھی چھلانگ لگائیں میں بھی چھلانگ لگاتا ہوں جو بچ جائے وہ سچا جو نہ بچے گا وہ جھوٹا۔ حالانکہ یہ وہی چیلنج ہے جو شیطان نے مسیح کو دیا تھا اور مسیح نے اسی سے اُس کو پہچانا تھا کہ ہے شیطان۔ تو بلندی سے چھلانگ لگا دو اگر تم خدا کے پیارے ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بچالے گا۔ ایسی باتیں جو انبیاء گزشتہ کی تاریخ سے ثابت شدہ ہیں کہ اُن کا دین سے تعلق نہیں بلکہ شیطانی امور ہیں۔ اُن کو اپناتے ہوئے بھی نہیں شرماتے اور ان کے نزدیک یہ ہے مباہلہ، اس رنگ میں مباہلہ ہونا چاہئے۔

ایک صاحب ہیں لاہور میں قادری صاحب جو ویسے تو بریلوی ہیں اور عموماً بریلوی اس چیلنج کو قبول نہیں کر رہے۔ اگر تو خدا کا خوف ہے تو ہماری دعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بچائے اور اُن کے پردے رکھ لے لیکن وہ بریلوی ہوتے ہوئے بھی اس معاملے میں دیو بندیوں کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ فلاں تاریخ کو ہم منٹو پارک پہنچ جائیں گے۔ اُس تاریخ کو مرزا طاہر احمد کا وہاں اپنے ساتھیوں سمیت فلاں وقت رات کے بارہ بجے وہاں موجود ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نہ پہنچے تو پھر ہم ایک مہینہ انتظار کریں گے۔ ایک مہینے کے بعد کیا ہوگا، پھر ہم حکومت پاکستان سے کہیں گے کہ ان کے ہارنے کا اور ہمارے جیتنے کا اعلان کر دیں۔ ان کی عدالت ہی دنیا کی عدالت ہے، ان کا خدا

گویا حکومت پاکستان ہے اُس نے فیصلہ کرنا ہے۔کبھی کسی مباہلے کا فیصلہ اس طرح ہوا ہے کہ فلاں حکومت نے اعلان کر دیا کہ فلاں ہار گیا فلاں جیت گیا۔اس لیے یا تو ان کو مباہلہ کی الف ب سے بھی واقفیت نہیں اور یا پھر خدا کا کوئی خوف نہیں تمسخر کے رنگ میں اس بات کو ٹال رہے ہیں اور جھوٹی تعلی کے ذریعے یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا پر یہ ظاہر کر دیں گے کہ یہ جیتیں ہوئے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو بہت خطرناک ہے کیونکہ ان سب باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا پر ان کا کیا اثر پڑتا ہے۔ یہ ان کے پیش نظر ہے صرف۔خدا کو اس معاملے میں داخل کرنے کے متعلق انہوں نے کبھی غور نہیں کیا اور اس بات پر سنجیدہ نہیں ہیں۔ یہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے مجھے ان کے متعلق خوف پیدا ہوتا ہے کیونکہ اگر مباہلے سے فرار خدا کے خوف کے نتیجے میں ہو تو جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے اور خدا کی رحمت سے توقع رکھی جاتی ہے۔ایسے لوگوں کو جھوٹا ہونے کے باوجود بھی خدا تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور درگزر فرماتا ہے لیکن اگر مباہلے سے فرار خدا سے خوف کے نتیجے میں نہیں بلکہ بے خوفی کے نتیجے میں ہو اور جسارت کے نتیجے میں ہو تو پھر عقل یہی نتیجہ نکالتی ہے کہ اس سے برعکس نتیجہ نکلے گا۔

ان لوگوں کا مباہلے سے فرار معلوم ہوتا ہے خدا کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے معاملے میں بے خوفی سے ہے یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خدا، ودا نہیں ہے جو اس معاملے میں دخل دے گا جو ہمیں پکڑے گا۔ ہماری فرار کی راہیں بند کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔اُس کی لعنت ہمارا پیچھا کر سکتی ہے۔ان باتوں کا کوئی خوف نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں چالاکی سے، ہوشیاری سے، چرب زبانی سے اگر ہم دنیا پر اور اپنے مریدوں پر یہ اثر ڈال دیں کہ ہم جیت گئے اور دشمن ہار گیا۔تو یہی مباہلے کا انجام ہے اور یہی بہت کافی ہے حالانکہ یہ کافی نہیں ہے۔اب تک خدا تعالیٰ نے مباہلے کے بعد جو نشان ظاہر فرمائے ہیں۔اُس سے ایک بات تو ثابت ہوئی کہ ان کا جھوٹا ہونا دن بدن کھلتا چلا جا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ مولوی ننگے ہو گئے۔(تذکرہ صفحہ نمبر:۳۲۸) وہ ان کے اوپر صادق آ رہا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا۔ایک مہینے کے بعد ہی وہ شخص جسے مولانا اسلم قریشی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔مردوں میں سے زندہ ہو گیا اور گمشدگان میں سے ایک دم رونما ہوا اور اُس کے متعلق انہوں نے حلف اُٹھا اُٹھا کر اور واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیے ہوئے تھے کہ نہ صرف یہ کہ

اس کو اغوا کیا گیا ہے بلکہ اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک اعلان تھے کہ آپ قصر خلافت کی عمارت کو اکھاڑیں اُس کی زمین میں سے یہ مولوی کی لاش نکلے گی۔ یہ اعلان کیے گئے تھے کہ اگر ہم جھوٹے ثابت ہوں تو ہمیں برسر عام پھانسیاں دی جائیں اور کوڑے لگائے جائیں۔ وہ ساری باتیں بھول گئے ہیں اور ان مولوی صاحب کے ظاہر ہونے پر شرمندگی کے بجائے مزید جھوٹ بول رہے ہیں۔ اب یہ بات ہے جس سے میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بے خوف ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں کیونکہ سارے علماء جانتے ہیں کہ اس مولوی کے نکل آنے سے، رونما ہونے سے یہ جھوٹے پڑ چکے ہیں اور یہ سارے علماء جانتے ہیں کہ وہ جو بیان جواب یہ دے رہے ہیں مولوی کی گمشدگی کے متعلق وہ جھوٹے ہیں۔ ان میں اب کوئی ابہام کی بات نہیں رہی۔ آنکھیں کھولتے ہوئے جانتے بوجھتے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے دوسرے جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایک لعنت سے بچنے کے لیے دوسری لعنت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس قسم کا مدمقابل ہمارے سامنے ہے جس قسم کا مدمقابل غالباً تاریخ نے پہلے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانے میں یعنی حضور اکرمؐ کے زمانے کی نسبت سے، آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والے اپنی اُمّت سے بظاہر وابستہ بعض علماء کے متعلق یہ اعلان فرمایا تھا کہ **علماء هم شر من تحت اديم السماء**. (مشکوۃ کتاب العلم الفضل صفحہ:۶/۴۳)

پس دیکھئے یہ بھی فرمایا کہ میری اُمّت کے علماء فرمایا **عـلـمـاءُ هُم**، اُن کے علماء اکثر آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ پس وہ علماء جن کی ذمہ داری ہے کہ شریعت کی حفاظت کریں، قرآن کریم کے مضمون کے تقدس کا خیال رکھیں۔ اگر وہ خود اُس قرآن کریم کے مضمون کے تقدس سے کھیلنے والے بن جائیں، اُس کی ناموس سے کھیلنے والے بن جائیں اور جانتے بوجھتے ہوئے کُھلم کھلا ایک جھوٹ کے بعد دوسرا جھوٹ بولنا شروع کر دیں تو اگر یہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد اس صورت حال پر صادق نہیں آتا تو پھر اور کس صورتحال پر صادق آتا ہے لیکن اب یہ معاملہ بحثوں پر فیصلہ پانے والا معاملہ نہیں ہے۔ اب یہ معاملہ بہت ہی سنجیدہ صورت اختیار کر چکا ہے اور میں جماعت کو بار بار یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار نشان ظاہر ہوں گے لیکن نشانوں کے اظہار پر اُچھلیں اور کودیں نہیں بلکہ مزید گریہ و زاری اختیار کریں، مزید ابتہال سے کام لیں اور استغفار سے کام لیں اور اگر کوئی خدا کے خوف سے بھاگتا ہے تو بے وجہ اُس کا تعاقب نہ کریں بلکہ اُس

کے لیے دعا کریں کہ اُس کی پردہ پوشی فرمائے اور اُس کو اپنے عذاب سے بچالے کیونکہ خدا کے خوف کی وجہ سے بھاگنا بھی ایک نیکی ہے۔ جس کی خدا کے حضور بڑی قدر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک تمثیل کے ذریعہ بیان فرمایا کہ ایک ایسا شخص بھی جو دنیا کے تمام گناہوں میں اتنا بڑھ گیا تھا کہ گویا اُس کا ثانی نہیں رہا تھا۔ ہر قسم کی بدی میں وہ ایک نشان بن چکا تھا۔ قیامت کے دن اُسے خدا تعالیٰ اس لیے معاف کردے گا کہ آخر وقت تک خدا کا خوف اُس کے دل میں ضرور تھا وہ ڈرتا ضرور تھا پھر بھی۔ یعنی گناہوں کے باوجود ایک خوف دامن گیر رہا جو آخری سانس تک اُس کے ساتھ چمٹا رہا کہ خدا مجھے پکڑ نہ لے۔ کوئی نیکی اُس کے دامن میں نہیں تھی صرف وہ ایک خوف تھا۔ اس لیے خوف خدا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی، سزا کی تقدیر بدل جایا کرتی ہے یا بعض دفعہ ٹل جایا کرتی ہے۔ اس لیے جو لوگ بھی خدا کے خوف کی وجہ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اُن سے تمسخر کی ضرورت نہیں، اُن کو خواہ مخواہ ننگا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُن کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے رحم کا معاملہ فرمائے اور اُن کی وجہ سے ملک کے ایک حصّے کو بھی عذاب سے بچائے اور وہ لوگ جو بے حیائی میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں دنیا کو دھوکا دے رہے ہیں اُن کے متعلق ہمیں ضرور یہ دعا کرنی ہوگی کہ اے خدا اُن کے اس دھوکے اور اس مکر کو ننگا کردے اور اُن کو توفیق نہ دے کہ وہ بھاگنے کے باوجود دنیا کو یہ یقین دلائے رکھیں کہ گویا وہ جیتے ہوئے اور وہ میدان مارنے والے لوگ ہیں کیونکہ اگر یہ کرنے میں وہ کامیاب ہو جائیں تو اس مباہلے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ دنیا دھوکے میں پڑ جاتی ہے۔

یہ معاملہ ایک ایسے موڑ پر پہنچ چکا ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے کھلے نشان چاہتے ہیں جن کے نتیجے میں دنیا ہدایت پائے۔ ہرگز مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم کسی کے مرنے پر نعرہ بازی کریں اور شور ڈالیں کہ وہ مارا گیا، وہ مارا گیا۔ ہرگز یہ نہ مقصد ہے، نہ اس مقصد کی کوئی حقیقت ہے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے روشن نشان ظاہر فرمائے جس کے نتیجے میں کثرت سے لوگ ہدایت پائیں۔ اس لیے اگر عبرت انگیز نشان چاہتے ہیں تو اس وجہ سے کیونکہ عبرت میں دنیا کا ایک نشان کو دیکھنے کا مضمون شامل ہوتا ہے۔ جب کہتے ہیں کہ فلاں سزا میں عبرت پائی جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ لوگ کثرت سے اُسے دیکھیں اور اُس سے استفادہ کریں۔ تو آپ عبرت کے نشان

ضرور مانگیں اور یہ دعا ضرور کریں کہ وہ علماء جو بدکلامی سے باز نہیں آرہے، جو مباہلے کے مضمون کو بھی دھوکے کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور مزید خلق خدا سے مکروفریب سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مکروفریب ننگے کر دے، اُن کے جھوٹ ظاہر فرما دے اور انہیں عبرت ناک سزائیں دے۔ تاکہ دنیا اُن کی سزاؤں سے استفادہ کرے اور وہ جوڈرنے والے ہیں اور وہ خاموش اکثریت جو دراصل تماشا بین ہے اُسے بھی اس عذاب سے بچائے کیونکہ میرے علم کے مطابق اور جو خبریں مجھے پاکستان سے مل رہی ہیں اُن پر بنا کرتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی بھاری اکثریت مباہلے میں فریق مخالف کے ساتھ ملوث نہیں ہے۔ اکثر جگہوں سے ایسی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ عوام الناس علماء کو جھوٹا سمجھنے لگ گئے ہیں اور کُھلم کھلا یہ باتیں شروع کر چکے ہیں۔ خصوصاً اسلم قریشی والے واقعہ کے بعد جب انہوں نے تاویلیں کیں اور جھوٹ پہ جھوٹ بولے تو یہ مجھے اطلاع مل رہی ہے کہ اُس کے اوپر بڑے کھلے تبصرے ہو رہے ہیں۔ بازاروں میں، گلیوں میں، بسوں میں، گاڑیوں میں، ہر جگہ اب عوام یہ باتیں کر رہے ہیں کہ یہ ہیں جھوٹے۔ اس لیے بظاہر یہ لوگ اُن کے بھی امیر ہیں، اُن کے لیڈر ہیں اور جب مباہلہ کیا جاتا ہے تو لیڈر کے ساتھ قوم بھی شامل ہوتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے بظاہر یہ بات ہے۔ فی الحقیقت پاکستان میں جو علماء کی حالت ہے وہ ایسے سروں کی سی ہے جن کے نیچے سے جسم بدلتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی مستقل جڑے ہوئے سر نہیں ہیں کسی جسم کے ساتھ بلکہ آپ ان کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض دفعہ یہ سر ہی سر رہ جاتے ہیں اور کوئی جسم ان کے ساتھ نہیں ہوتا۔

چنانچہ جب پاکستان کی تحریک چلی ہے تو یہ علماء یہ سمجھتے تھے یعنی خصوصاً ہمارے یہ معاند علماء جن کو تحفظ ختم نبوت والے یا احراری علماء کہا جاتا ہے یا دیوبندی علماء کے نام سے مشہور ہیں یہ سمجھتے تھے کہ بڑی تعداد میں بھاری اکثریت عوام الناس کی ہمارے ساتھ ہے اور مذہبی لحاظ سے یہ ان کے راہنما تھے بھی۔ ایسے علاقے جو سارے کے سارے، بعض صوبے کے صوبے تقریباً دیوبندی ہیں۔ وہ ان کے پیچھے تھے بظاہر لیکن جب امتحان کا وقت آیا جب مصیبت میں قائداعظم نے اپنی طرف آنے کی دعوت دی تو ان علماء کے جسم ان سروں کو اکیلا لٹکتا ہوا چھوڑ گئے اور وہ سارے کے سارے قائد اعظم کے نیچے آ گئے اور قائداعظم کی قیادت کو قبول کر لیا۔ پھر مختلف وقتوں میں کبھی اُن کے پیچھے زیادہ

جسم ہو جاتے ہیں کبھی کم ہو جاتے ہیں اور جب الیکشن کے وقت آتے ہیں اُس وقت آپ دیکھ لیں کہ اکثر خالی سر رہ جاتے ہیں الیکشن میں کامیاب ہی نہیں ہوتے اور ان کے جسم جن کو اپنے جسم سمجھتے ہیں یعنی اپنے مرید اور اپنے پیچھے چلنے والے اپنے آپ کو سیّد سمجھتے ہیں جن کا، وہ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں ۔الیکشن میں الف۔ب۔ج۔دکسی سیاسی لیڈر کو ووٹ دے دیتے ہیں ان کو نہیں دیتے۔اس لیے یہ کہنا غلط ہوگا کہ اگر دیو بندی علماء نے چیلنج قبول کرلیا ہے، یا سندھ کے علماء نے چیلنج قبول کرلیا ہے حقیقۃً بھی کرلیا ہے۔تو تمام دیو بندی علاقے پر لعنت پڑے گی یا تمام سندھ پر لعنت پڑے گی یہ عقل کے خلاف ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔میرے علم کے مطابق مثلاً سندھ میں کہتے ہیں اخبار میں سرخی آئی ہے کہ سینکڑوں علماء نے سندھ سے چیلنج قبول کرلیا ہے لیکن چونکہ سندھ کی بھاری اکثریت ان علماء کے ساتھ نہیں ہے اور آئندہ الیکشن بھی آپ کو بتا دیں گے کہ شاید ہی کوئی عالم منتخب ہو کے اس علاقے سے نکلے۔ورنہ بھاری اکثریت ان کو رد کردے گی۔اس لیے آپ کا اُس معصوم اکثریت کو اپنی لعنت میں شامل کرلینا ظلم ہوگا۔

اس لیے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ صرف وہ معاندین تیرے عذاب کے نیچے آئیں اور عبرت کا نشان بنیں جنہوں نے عمداً جانتے بوجھتے حق کی مخالفت کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے۔کوئی حیا نہیں ان میں، کوئی شرم باقی نہیں رہی اور کھلم کھلا کذاب ہیں اور شرارت اور افترا پردازی سے باز نہیں آرہے اور اُن کے وہ مرید اور ماننے والے جو ہمیشہ فساد میں اُن کا ساتھ دیتے ہیں اور جب وہ انہیں معصوم انسانوں پر ظلم کے لیے بلاتے ہیں تو لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔صرف ان کو اپنے عذاب کا نشان بنا اور عبرت کا نشان بنا باقی اکثریت جو معصوم ہے یا تماش بین ہے، کمزور ہے، گناہ گار سہی، کئی قسم کی خرابیوں میں ملوث سہی لیکن آخر محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمّت ہے۔اُن کو اپنے عذاب اور اپنی پکڑ سے یا عقوبت سے بچالے۔

اس لیے میں جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے مباہلے کی دعا میں بھی اس بات کو نہ بھولیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمت للعالمین تھے اور آپؐ کی رحمت کا فیض بھی ہمارے ہاتھوں سے ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔اگر عبرت کے نشان کے ساتھ ساری قوم ہی مٹ جائے تو پھر حق کو قبول کون کرے گا۔اس خیال سے بھی تو آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ دعا یہ ہونی چاہئے کہ

اکثریت بچ جائے ،اکثریت اس نشان کو دیکھے، اکثریت اس نشان سے فائدہ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مباہلے کے بعد احمدیت ایک عظیم الشان طاقت کے طور پر اُبھرے اور اتنا عظیم نشان ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ علاقوں کے علاقے مسلمانوں کے احمدیت کے ساتھ شامل ہو جائیں اور وہ فتح کا دن جو ہمیں دور دکھائی دے رہا ہے۔ اس بڑھتی ہوئی، پھیلتی ہوئی توانا تر ہوتی قوت کے ساتھ جلد تر ہمارے قریب آ جائے اور تمام دنیا پر ہم آنحضرت ﷺ کے دین کا جھنڈا نصب کر سکیں ۔ یہ مدعا ہے اس مباہلے کا اس لیے دعاؤں کے ذریعے یہ کام ہو گا۔ ابتہال کا مضمون ہے اس کو بار، بار بیان اس لیے کرتا ہوں ، نہ بھلائیں جتنا دشمن گالیاں دیتا چلا جا رہا ہے شرارت میں بڑھ رہا ہے ۔آپ کے لیے اور موقع ہے کہ ابتہال کی طرف متوجہ ہوں ۔ دو قسم کے میدان ظاہر ہوں گے ایک میدان میں گالی گلوچ ،شور شرابا ،تضحیک، تمسخر اور شر انگیزی کی باتیں سنائی دے رہی ہوں گی اور ایک میدان میں خالصۃً عجز ، ابتہال ، خدا کے حضور گریہ و زاری ، خشوع و خضوع کی وجہ سے شور برپا ہوا ہو گا ۔ اس میدان سے وابستہ رہیں جو خشوع و خضوع اور ابتہال کا میدان ہے ۔ اگر آپ یہ کریں گے تو اس میدان میں کبھی کسی نے بازی نہیں ہاری ۔ یہ میدان ہمیشہ جیتنے ہوؤں کا میدان ہوا کرتا ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض نشان ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ہم ان کو مرتب کر رہے ہیں۔ انشاللہ تعالیٰ اس سال کے اختتام تک ایک پوری کتاب جماعت احمدیہ کی صداقت کے مضمون کو ظاہر کرنے والی شائع ہو گی۔ جس میں ہم ان تمام واقعات کو مرتب اور مؤلف کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ مثال کے طور پر چھوٹا سا واقعہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ضلع شیخوپورہ میں ایک جگہ ہے شاہکوٹ یہ قصبہ ہے جہاں احمدیوں کے چند گھرانے ہیں اور وہ چند دکان دار ہیں جو اس قصبے میں رہتے ہیں۔ وہاں ایک صاحب تھے عاشق حسین نامی جو زرگر کا کام کرتے تھے اور ایک لمبے عرصے سے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اور جماعت احمدیہ پر گند اُچھالنے میں اتنا پیش پیش تھے کہ مولوی نہ ہونے کے باوجود بھی یہ مخالف علماء کے سربراہ بن گئے اور احمدیت کے مخالف ٹولے میں ان کو ایک نمایاں مقام حاصل ہو گیا۔ چنانچہ جب بھی احمدیت کی مخالفت کا معاملہ ہو یہ ایک از خود ہی اُس مخالفت کے سربراہ کے طور پر اُبھرتے تھے۔ جب یہ مباہلے کا چیلنج وہاں

تقسیم ہوا تو ان صاحب، عاشق حسین صاحب نے ایک جلوس اکٹھا کیا۔ اُس میں نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور اُس جلوس کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ چند احمدی گھر اور چند احمدی دکانیں یہاں ہیں۔ ان کا مباہلہ تو ہم یہیں پورا کر دیتے ہیں۔ یعنی مباہلے سے مراد ان کا یہ تھا، یہ سمجھے کہ قتل عام کر دیا جائے یہی مباہلہ ہے۔ تو اُن کی دکانیں لوٹو جلاؤ، اُن کو اپنے گھروں میں زندہ جلاؤ یا قتل کرو تا کہ دنیا کے سامنے یہ ثابت ہو جائے کہ احمدی جھوٹے ہیں اور ان کا مباہلہ ان کو پڑ گیا ہے۔ یہ ارادے باندھ کے جلوس تیار کر کے انہوں نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں ابھی دکان سے ایک کام ہے چھوٹا سا وہ کر کے ابھی آتا ہوں۔ دکان میں پہنچے پنکھا چلایا اور وہی پنکھا جو روز چلایا کرتے تھے اُس میں بجلی کا کرنٹ آچکا تھا اور وہیں مر گئے بجلی کے جھٹکے سے۔ یہ جو بجلی سے مرنا ہے یہ بھی اپنے اندر ایک قہری نشان رکھتا ہے کیونکہ بجلی کا آسمان سے بھی تعلق ہے اور وہ جلوس جو احمدیوں کے گھر اور اُن کی دکانیں جلانے یا اُن کو مارنے لوٹنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ وہ ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گیا اور اُن کے جنازے کا جلوس بن گیا۔ اُس کے بعد کہتے ہیں وہاں ایک موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی ہے اور اُس شہر میں اب کوئی مباہلے کی بات نہیں کرتا، کوئی اشتعال کی بات نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے یہ نشان دیکھ لیا ہے لیکن یہ ایک نشان کافی نہیں ہوگا کیونکہ اکثر لوگ پھر بہانے بناتے ہیں۔ ہر نشان کے بعد کچھ عرصے کے بعد اُس کی تاویل کرنی شروع کر دیتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ شاید اتفاق ہو گیا ہو۔ اس لیے اس قسم کے نشانات کا ایک جلوس نکلنا چاہئے اور یہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ بار بار اس قوم کو غافل نہ ہونے دے، نشان پر نشان دکھائے جو ان کا پیچھا نہ چھوڑیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔ اللہ کرے کہ اس قوم کو سمجھ آئے اور یہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں۔

ایک اور شدید معاند احمدیت کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ فون پر بتاتے ہیں کہ ۸۴ء میں شریعت کورٹ میں ایک شخص قاضی مجیب الرحمان پشاوری نے جماعت کے خلاف انتہائی شر انگیز بیان دیئے اور یہ وہ شخص ہے جس نے ٹیلی ویژن پر جماعت کے خلاف ارتداد کی بناء پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس مباہلے کے چیلنج کے کچھ عرصے کے بعد اچانک یہ صاحب دل کا دورہ پڑنے سے مر گئے ہیں اور چونکہ یہ وہ صاحب ہیں جن کے متعلق

جب مجھے اطلاع ملی تھی اُس وقت بھی دل سے ایک لعنت نکلی تھی۔اس لیے میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کھلم کھلا مباہلے کا چیلنج قبول کیا تھا یا نہیں کیا لیکن اس بات میں شک نہیں کہ چونکہ انہوں نے احمدیوں کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔اس لیے مباہلے کے چیلنج کے بعد ان کا مر جانا خود یہ بھی ایک نشان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے اور بھی اس قسم کی خبریں اکٹھی ہو رہی ہیں لیکن انشاءاللہ اُن کی پوری چھان بین کی جائے گی تو اور بھی کئی امور ظاہر ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مباہلے کا چیلنج دیا تھا تو بعض علماء مرے لیکن ان کے متعلق یہ باتیں بعد میں پتا چلیں کہ اُس وقت موت آئی جب وہ اپنے ہاتھ سے مباہلے کے چیلنج کی منظوری کو لکھ کر اُس پر دستخط کر رہے تھے۔تو اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر بعد میں کھولے گی لیکن یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ **خدا کی چکی حرکت میں آچکی ہے اور جب خدا کی تقدیر کی چکی حرکت میں آجائے تو کوئی نہیں جو اس کو روک سکے اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے کہ جب خدا چاہے کہ کوئی اُس چکی میں پیسا جائے تو اُس چکی کے عذاب سے بچا سکے۔**اس لئے استغفار کا وقت ہے، دعاؤں کا وقت ہے، ابتہال کا وقت ہے اور ہمیشہ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی بھی بخشش مانگیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قوم کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اکثریت کو ہدایت دے اور اپنے عذاب سے بچائے۔

نماز جمعہ کے بعد کچھ نماز جنازہ غائب ہوں گے۔دو جنازے تو ایسے ہیں جو پہلے کے ہیں لیکن چونکہ میں نے نماز جنازہ غائب پڑھنے سے حتی المقدور احتراز کرنے کا اعلان کیا تھا اور وضاحت کر دی تھی کہ کیوں ایسا کیا گیا ہے۔اس لئے باوجود اس کے کہ ان کے متعلق میرے نزدیک وجوہات تھیں کہ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھا جائے۔میں انتظار کرتا رہا کہ بعد میں جب دو تین ایسے مواقع اکٹھے ہو جائیں تو پھر اکٹھی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ایک اُن میں سے ہماری آپا سیدہ بیگم جو ملک عمر علی صاحب مرحوم ملتان کی بیوہ تھیں اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں یہ کچھ عرصہ پہلے وفات پا چکی ہیں۔اسی طرح ڈاکٹر حسین ساجد صاحب امریکہ کے مجھ سے، بہت پہلے جب بیمار ہوئے تھے تو وعدہ لے چکے تھے کہ میرا نماز جنازہ آپ پڑھائیں گے۔وعدہ ان معنوں میں کہ یہ درخواست کر چکے تھے اور میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔تو وہ بہت لمبا عرصہ بہت ہی شدید

بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بار بار اعجازی رنگ میں بچتے بھی رہے اور ڈاکٹر حیران ہوتے تھے کہ کس طرح اتنا لمبا وقت مل گیا۔ان کے نزدیک ان کو بہت پہلے فوت ہو جانا چاہئے تھا۔بہر حال بہت نیک انسان خدمت دین کرنے والے اور تبلیغ کرنے والے،بچوں کی بہت اچھی تربیت کی ہے انہوں نے میرا تو ارادہ تھا کہ انشاء للہ تعالیٰ نماز جنازہ بعد میں پڑھاؤں گا لیکن فوری طور پر اُس وقت چونکہ اعلان کیا تھا اس لیے میں رُک گیا۔ان کی بیگم صاحبہ نے شکوے کا خط تو اُس طرح نہیں لکھا لیکن صرف یہ کہ اچھا ڈاکٹر ساجد کا جنازہ آپ نہیں پڑھائیں گے،بس ایک فقرہ تھا۔اس سے زیادہ اور کیا شکوہ ہو سکتا تھا۔

ایک ہمارے عزیز بھائی کلیم اللہ شاہ مہر آپا کے بھائی اور میرے کزن ماموں زاد، یہ کینسر کے مریض تھے اور ایسا کینسر تھا جو ٹرمینل کینسر کہلاتا ہے۔وہ دو مہینے ہوئے یہاں تشریف لائے تھے اور اُس وقت ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ گنتی کے چند دن ہیں۔اس لیے باوجود یہ کہنے کہ ہم نے کہا کہ جو انسانی تدبیر ہے وہ اختیار کرنی چاہئے۔تو ان کے واپس جانے کے بعد کچھ عرصے کے بعد پہلے تو اطلاع یہی تھی کہ طبیعت کچھ سنبھل رہی ہے لیکن اچانک بیماری نے شدت اختیار کی اور خدا کے حضور حاضر ہوئے۔

سید برکات احمد صاحب معروف شخصیت ہیں ہندوستان کی علمی لحاظ سے بھی اور کئی پہلوؤں سے۔جماعت کے بڑے مخلص فدائی کارکن تھے۔ان کو بھی گزشتہ چند سال سے ایسا کینسر تھا جس کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ خیال تھا کہ آج سے بہت پہلے فوت ہو جانا چاہئے تھا۔جب ہندوستان میں تھے تو مجھے اُس وقت انہوں نے لکھا کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ چند مہینے کی بات ہے اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ان کو میں نے دعا کی طرف بھی توجہ دلائی اور یہی کہا کہ ڈاکٹروں کی باتیں نہ مانیں،اللہ کی مرضی ہے اور دعا میں بھی کرتا ہوں آپ بھی کریں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ان کی بہن کا بعد میں مجھے خط آیا کہ حیرت ہے کس طرح یہ بچ گئے ہیں اور صرف بچ ہی نہیں گئے بلکہ کام بھی شروع کر دیا ہے اور پھر کام بھی ایسا کیا کہ''مذہب کے نام پر خون'' کتاب کا بیماری میں ترجمہ شروع کیا اور وہ مکمل ہو گیا اللہ کے فضل سے۔پھر اُس کی نظر ثانی کی، پھر مجھے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میں دیکھ لوں کہ یہ پریس میں جا چکی ہے کتاب۔پھر میں نے ان کو اطلاع دی کہ پریس میں جا بھی چکی ہے اور طباعت کے مراحل

پر ہے۔تو علمی کام کرتے کرتے انہوں نے جان دی ہے۔ان کا بھی بہت اصرار تھا بار بار کا کہ آپ نے نماز جنازہ میری خود پڑھانی ہے۔

تو یہ وہ چند نماز ہائے جنازہ ہیں جو انشاءاللہ جمعہ کے بعد پڑھائی جائیں گی لیکن عام دستور میں تبدیلی نہیں ہے یاد رکھیں۔اس کے نتیجے میں مطالبے نہ شروع ہو جائیں۔دستور یہی ہے کہ یا تو از خود خدا تعالیٰ میرے دل کو کسی بات پر مائل کر دے میں خود سمجھوں کہ اس کا نماز جنازہ غائب ہونی چاہئے اُن کی تو ہو گی یا صدر انجمن سفارش کرے کہ ہمارے نزدیک فلاں شخص کی نماز جنازہ غائب ہونی چاہئے۔بعض وجوہات کی بناء پر وہ سمجھتے ہوں۔ورنہ یہ درخواستیں نہیں دینی چاہئیں۔اس سے میرے دل پہ انکار کا بوجھ پڑے گا۔